بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

نوٹس:
نور الانوار

حافظ غلام رسول قادری

03035491098

مشترک کی تعریف اور حکم:

تعریف:

ایسے افراد کو شامل ہو جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔

حکم:

تامل کی شرط کے ساتھ اس میں توقف کیا جائے گا تاکہ اس پر عمل کرنے کیلئے اس میں کوئی جہت ترجیح پا جائے۔

فوائد قیود:

افراد کی قید سے خاص نکل گیا اور مختلفۃ الحدود کی قید سے عام نکل گیا۔ اور علی سبیل البدل یہ واقع کا بیان ہے اور امام شافعی کے قول سے احتراز ہے وہ کہتے ہیں کہ علی سبیل الشمول کے طور پر۔

مشترک کے عموم میں اختلاف:

اختلاف اس میں ہے کہ مشترک کے دو معانی کو ایک ہی وقت میں لینا جائز ہے کہ نہیں:

احناف کا مذہب: مشترک میں عموم نہیں ہوتا ہے لہذا مشترک کے دو معنی ایک وقت لینا جائز نہیں ہے۔

احناف کی دلیل:

واضع لفظ کو کسی ایک معنی سے اس طرح خاص کر دیتا ہے کہ اس سے دوسرا معنی مراد نہ لیا جا سکے لہذا لفظ کی وضع اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک وقت میں ایک معنی مراد لیا جائے.

شوافع کا مذہب:

مشترک میں عموم ہوتا ہے لہذا ایک وقت میں دو معنی مراد لینا جائز ہے.

شوافع کی دلیل:

اِنَّ اللّٰہَ وملئکتہ یُصَلُّوْنَ علی النبی۔ اس آیت میں یصلون کا لفظ آیا ہے تو رحمت مراد ہوگا جب اللہ کی طرف نسبت ہوگی اور استغفار مراد ہوگا جب ملائکہ کی طرف نسبت ہوگی تو یہ آیت ان معنی میں مشترک ہے اور یہ دونوں معنی یہاں پر ایک وقت میں مراد لیے جا رہے ہیں.

مذکورہ آیت میں معنی عام ہے جو کہ شامل ہے اعتناء بشانہ
مراد ہے اور عام کو شامل ہے اور یہ اعتناء اللہ کی طرف
سے رحمت ملائکہ کی طرف سے استغفار اور مومنین کی
طرف سے دعا ہے۔

مشترک کی مثال:

جیسے لفظ قروء یہ دو معنی کا
احتمال رکھتا ہے حیض و طہر کا۔

مؤول کی تعریف:

غالب گمان سے مشترک
کا جو معنی ترجیح پا جائے اسکو مؤول کہتے ہیں

تعریف میں ~~مشترک~~ مِنَ الْمُشْتَرَکْ کی قید کیوں لگائی
اس وجہ سے لگائی کہ یہاں پر وہ مؤول مراد ہے جو مشترک
کے بعد حاصل ہو

ترجیح کی صورتیں: صیغہ میں غور کرنے سے
سیاق میں غور و فکر کرنے سے، جیسے لفظ قروء میں غور
کرنے سے ایک جہت ترجیح پائی حیض یہ مؤول ہو گیا

مؤول کا حکم:

مجتہد کی تاویل کے ساتھ جو معنی ترجیح پا جائے غلطی کے احتمال کے ساتھ اس پر عمل کرنا واجب جبکہ مؤول ظنی ہے اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

کتاب اللہ کی دوسری تقسیم فنی کے ظہور معنی کے اعتبار سے۔

وجوہ بیان کی دوسری تقسیم:

ظاہر کی تعریف:

اسم الکلام ظهر المراد به للسامع بصیغته

یعنی: ظاہر اس کلام کو کہتے ہیں جسکی مراد اسکے صیغے سے ہی سامع کیلئے ظاہر ہو جائے

فوائد و قیود:

الکلام: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قسم ثانی کا تعلق کلام کے ساتھ ہے۔

بصیغتہ: اس قید سے مفسر اور نص وغیرہ نکل گئے

ظہر المراد: میں ظہور ظہور لغوی مراد ہے لہذا یہ اعتراض لازم نہ آئے گا کہ یہ تعریف بنفسہ ہے

5

ظاہر کا حکم:

جو اس سے ظاہر ہو تو اس پر قطعی و یقینی طور پر عمل کرنا واجب ہے لہذا اس سے حدود و کفارات کو ثابت کرنا درست ہے

نص کی تعریف:

جس میں ظاہر کے مقابلے میں وضاحت زیادہ ہو اور یہ وضاحت نفس صیغہ کی وجہ سے نہ ہو بلکہ متکلم کی جانب سے ہو پائے جانے والے معنی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

مشہور قول:

قوم میں مشہور ہے کہ نص میں سوق اور ظاہر میں عدم سوق شرط ہے لہذا نص اور ظاہر کے درمیان نسبت تباین ہو گئی یہی وجہ ہے کہ (جاءنی القوم) قوم کے آنے میں نص ہے جبکہ رایت فلانا حین جاءنی القوم رؤیت میں نص اور قوم کے آنے میں ظاہر ہے۔

عمومی کتب کا قول:

ظاہر عام ہے اس میں سوق ہو یا نہ ہو جبکہ نص میں سوق شرط ہے لہذا ان کے مابین نسبت عموم خصوص مطلق ہے۔

نص کا حکم:

تاویل کے احتمال کے ساتھ جو معنی واضح ہو اس پر عمل کرنا واجب ہے

مفسر کی تعریف:

جو واضح ہونے کے اعتبار سے نص سے زیادہ ہو اس طور پر کہ اس کے ساتھ نسخ کا احتمال باقی نہ رہے۔

احتمال باقی نہ رہنے کی وجہ:

نبی کریم کے فرمان کی وجہ سے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی وجہ سے
کلام اللہ میں کلمہ زائدہ آنے کی وجہ سے۔

مفسر کا حکم:

نسخ کے احتمال کے ساتھ مفسر پر عمل کرنا واجب ہے۔

نوٹ: نسخ کا احتمال حضور کے زمانے میں تھا آپ کے وصال کے بعد مکمل قرآن محکم ہے اس میں نسخ کا احتمال نہیں ہے۔

7

محکم کی تعریف:

نسخ و تبدیل کے احتمال کے بغیر جس کی مراد بینہ ہو۔

نوٹ:

نسخ و تبدیل کا احتمال منقطع ہونا فی ذاتہ کسی معنی کی وجہ سے ہو تو اسے محکم لعینہ کہتے ہیں

مثلاً: توحید و صفات کی آیات

اور اگر نسخ و تبدیل کا احتمال منقطع ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی وجہ سے ہو تو اسے محکم لغیرہ کہتے ہیں۔

محکم کا حکم:

بغیر کسی احتمال کے اس پر عمل کرنا واجب ہے

اور ان
کیونکہ کفار سود کے حلال ہونے کے قائل تھے حق کے انہوں
نے سود کو بیع سے تشبیہ دی ہے تو اللہ نے مذکورہ آیت
میں ان کا رد کیا ہے کہ سود کو بیع سے تشبیہ دینا کیسے
درست ہے حالانکہ بیع کو اللہ نے حلال کیا اور سود کو حرام

مفسر کی مثال:
فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون
اس میں آیت میں مذکورہ لفظ فسجد فرشتوں کے
سجدہ کرنے میں ظاہر ہے اور یہ آیت حضرت آدم کی
تعظیم میں نص ہے لیکن یہ تخصیص اور تاویل کا
احتمال رکھتی تھی تو کلھم نے تخصیص اور اجمعون
نے تاویل کا احتمال ختم کر دیا تو ماقبل کلام مفسر ہو گیا

صاحب توضیح کے نزدیک مفسر کی مثال:
وقاتلوا المشرکین کافۃ صاحب توضیح
فرماتے ہیں کہ مفسر کی مثال یہ آیت پیش کرنا

محکم کی مثال 2

اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ : کیونکہ یہ آیت نسخ و تبدیل کا احتمال نہیں رکھتی لہذا یہ محکم ہوئی۔

صاحب توضیح کے نزدیک محکم کی مثال :

حدیث پاک ہے الجہاد ماضٍ الی یوم القیامۃ

کیونکہ یہ احکام کے باب میں سے ہے اور یہ نسخ کا احتمال نہیں رکھتی

ویظھر التفاوت عند التعارض لیصیر الادنی متروکا بالاعلی۔

مذکورہ عبارت کی وضاحت نور الانوار کی روشنی میں کریں

اگلے صفحہ پر

دیکھ لیں

و اظہر التفاوت عند التعارض لیصیر الادنی متروکا بالاعلی کی وضاحت ثلاثہ کی روشنی میں کریں۔

جواب:

مذکورہ اقسام ۴ (ظاہر، نص، مفسر، محکم) کے مابین فرق قطعیت و ظنیت حکم کے اعتبار سے ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ یہ سب قطعی ہیں بلکہ ان کے درمیان فرق تعارض کے وقت ظاہر ہوگا۔ تو ادنیٰ کو ترک کر کے اعلیٰ پر عمل کیا جائے گا

۱) لہذا ظاہر اور نص کے درمیان تعارض کے وقت نص پر عمل کیا جائے گا۔

۲) نص اور مفسر کے درمیان تعارض کے وقت مفسر پر عمل ہوگا

۳) مفسر اور محکم کے درمیان تعارض کے وقت محکم پر عمل ہوگا۔

نوٹ:

مذکورہ صورتوں میں تعارض حقیقی نہیں صوری ہے کیونکہ تعارض حقیقی میں ضروری ہے کہ دلائل مرتبہ میں برابر ہوں اور کسی ایک کیلئے زیادتی نہ ہو جبکہ مذکورہ چاروں اقسام میں ایسا نہیں ہے

ظاہر و نص کے درمیان تعارض کی مثال:

اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ
یہ آیت مبارکہ بغیر کسی حصر کے تمام محللات کے حلال ہونے
میں ظاہر ہے لہذا اس کا ظاہر یہ ہے کہ چار سے زیادہ ازواج
حلال ہوں لیکن ایک اور مقام پر فرمایا فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ
مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ: یہ آیت اس بات میں
نص ہے کہ چار سے زیادہ جائز نہیں ہیں لہذا ظاہر اور نص
کے تعارض میں ہم نے نص کو ترجیح دی کہ چار سے زیادہ
جائز نہیں ہیں۔

نص اور مفسر کے درمیان تعارض کی مثال:

ارشاد نبوی ہے: المستحاضۃ تتوضأ لکل صلوۃ:
یہ فرمان ہر نماز کیلئے نئے وضو کا تقاضہ کرتا ہے خواہ وہ
کوئی بھی نماز ہو۔ لیکن اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ
لام وقت کے معنی میں ہو۔ جبکہ ایک اور مقام پر فرمایا کہ
المستحاضۃ تتوضأ لکل وقت صلوۃ: یہ ارشاد مفسر
ہے کسی تاویل کا احتمال رکھتا ہی نہیں ہے کہ اس میں لفظ

وضاحت صراحۃً موجود ہے لہذا نص اور مفسر میں
مفسر کو ترجیح دی گئی کہ مستحاضہ کو ہر نماز کیلئے نہیں بلکہ ہر وقت
کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔

مفسر اور محکم کے درمیان تعارض کی مثال=

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاَشْهِدُوا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ
یہ آیت اس بات میں تو مفسر ہے کہ توبہ کے بعد محدود فی القذف
کی گواہی قبول کی جائے گی کیونکہ توبہ کے بعد وہ عادل ہو جائے گا۔
جبکہ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا
یہ آیت اسی بات میں محکم ہے کہ توبہ کے بعد بھی محدود فی القذف کی
گواہی قبول نہ ہوگی لہذا مفسر و محکم کے (مابین) تعارض کے وقت
محکم کو ترجیح دی جائے گی کہ محدود فی القذف کی گواہی توبہ کے بعد بھی
قبول نہ کی جائے گی۔

نص کے ظہور معنی کے اعتبار سے چار قسموں سے فارغ ہونے کے بعد اب انکے متقابلات کو ذکر کر رہے ہیں اسکی بھی چار قسمیں ہیں:

خفی، مشکل، مجمل، متشابہ

اسکی ترتیب اس طرح ہے کہ خفی ظاہر کے مقابلہ میں مشکل نص کے۔ مجمل مفسر کے، متشابہ محکم کے۔

خفی کی تعریف:

جسکی مراد صیغہ کے علاوہ کسی عارض کی وجہ سے پوشیدہ ہو اور بغیر طلب کے وہ مراد معلوم نہ ہو۔

نوٹ:

اگر خفا صیغہ کی وجہ سے ہو تو وہ خفا زائد مقدار میں ہوگا اور اسکو مشکل یا مجمل کہیں گے لہذا اس وقت یہ ظاہر کے مقابلہ میں نہ ہوگا کیونکہ ظاہر میں ظہور کے مخفی ہونے کی طرح خفی میں خفا بھی مشکل ہوتا ہے۔

حکم:

خفی میں غور و فکر کرنا تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کے اندر ظاہر کے مقابلہ میں خفا معنی کی زیادتی کی وجہ سے ہے یا معنی کی کمی کی وجہ سے ہے اس طرح خفا کی مراد ظاہر ہو جائے گی۔

خفی کی مثال:

کآیۃ السرقۃ فی حق الطرار والنباش

جیسے السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما یہ آیت چور کا ہاتھ کاٹنے میں ظاہر ہے اور کفن چور اور جیب کترے کے حق میں خفی ہے۔ جب ہم نے طرار اور نباش کے معنی میں غور کیا تو طرار (جیب کترا) کا دوسرا نام مخصوص ہونا معنی کی زیادتی ہونے کی وجہ سے ہے لہذا بدلیل دلالۃ النص طرار کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور نباش (کفن چور) میں سرقہ کے معنی کی کمی کی وجہ سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

امام شافعی اور امام یوسف کا موقف

یہ کہتے ہیں کہ چور کا یا کفن کا ہاتھ کاٹا جائے گا ہر صورت میں

دلیل:

حضور کا فرمان مَنْ نَبَّشَ قَطَعْنَاهُ

یعنی جس نے کفن چرایا ہم اسکا ہاتھ کاٹیں گے۔

امام اعظم کا موقف

امام صاحب کی نزدیک نہیں

کاٹا جائے گا کیونکہ اس مال کی حفاظت نہیں ہے۔

دلیل کا رد:

یہ حدیث پاک سیاست پر محمول ہے

کیونکہ ایک اور مقام پر فرمایا کہ لَا قَطَعَ عَلَى الْمُخْتَفِيْ

اور المختفی اہل مدینہ کی لغت میں کفن چور کو کہتے ہیں

مشکل کی تعریف:

مشکل وہ کلام ہے جو اپنی مثل کلاموں میں داخل ہو جائے۔

حکم: جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اس کے حق ہونے

کا اعتقاد رکھنا پھر اسکے معنی کو طلب کرنے پر متوجہ
ہونا اور اس میں غور و فکر کرنا حتیٰ کہ مراد
واضح ہو جائے۔

مشکل کی مثال؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان

فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ

اس آیت میں لفظ أنّٰی مشکل ہے کہ یہ چند
معانی کا احتمال رکھتی ہے۔ ایک معنیٰ این اور
دوسرا (کیف) لہذا یہاں پر معنی مشتبہ ہو گیا
کہ کون سا معنی مراد ہے۔ لیکن جب ہم نے حَرْثَكُمْ
میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں دوسرا معنی مراد
ہے کیونکہ دبر موضع حرث نہیں ہے بلکہ
موضع فرث ہے۔

لہذا زوجہ سے لواطت حرام ہوگی لیکن اسکی
حرمت ظنی ہے اور اسکے منکر کو کافر نہیں کہا
جائے گا۔

جس میں بہت سارے معنی جمع ہو جائے اور اسکی مراد
بالکل مشتبہ ہو جائے اور نفس عبارت سے اسکا ادراک
نہ ہو سکے بلکہ اس میں معنی کے متعلق متکلم سے
استفسار کیا پھر اسکے معنی کو طلب کیا جائے اور غور کیا جائے

فوائد قیود:

ما ازدحمت فیہ المعانی یہ قید بمنزلہ
جنس کی ہے اور اس میں مشترک، خفی، مشکل سب شامل ہیں.
واشتبہ المراد بہ اشتباھا سے سب نکل گئے

حکم:

جو مراد ہو اسکے حق ہونے کا اعتقاد
رکھنا اور اس میں توقف کرنا یہاں تک کہ اجمال کرنے
والے سے وہ مراد ظاہر ہو جائے.

مثال:

جیسے: وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ
میں لفظ الصلوۃ کا لغوی معنی دعا ہے لیکن

لہٰذا انہوں نے اس کے بارے میں استفسار کیا تو حضور

نے اپنے سے اس کا اول تا آخر بیان شافی فرمادیا لہٰذا

ہمیں معلوم ہو گیا کہ الصلوٰۃ افعال معلومہ کا

نام ہے (یعنی قیام، رکوع، سجود وغیرہ) ان میں سے

بعض فرض، بعض واجب، اور بعض سنت ہیں

لہٰذا یہ مجمل کے بعد مفسر ہو گیا۔

اسی طرح لفظ زکوٰۃ ہے وہ کتاب میں دیکھ لیں جی۔

متشابہ کی تعریف:

متشابہ اس اسم کا نام ہے جسکی معرفت (مراد) کی امید

ختم ہو جائے۔

حکم:

مراد معلوم ہونے تک اس کے حق ہونا

کا اعتقاد رکھنا۔

مثال: جیسے حروف مقطعات الٓمٓ، حٰمٓ انکی

مراد بھی حق ہے اگرچہ قیامت سے پہلے انکی مراد ہمیں

معلوم نہیں ہو سکتی جبکہ قیامت میں انکا

سے ہر ایک کیلئے واضح ہو جائے گا۔

نوٹ:

مذکورہ معاملہ امت کے حق میں ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے معنی معلوم ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو مخاطب کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا

شوافع کا موقف:

حروف مقطعات کے بارے میں شوافع کا موقف ہے کہ علماء راسخین بھی حروف مقطعات کی تاویل جانتے ہیں

کتاب اللہ کی تقسیم لفظ

کے استعمال ہونے کے طریقہ پر ہے:

لفظ کے استعمال ہونے کی چار قسمیں ہیں:

حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ

حقیقت مراس لفظ کا...

فوائد قیود:
(لفظ) یہ بمنزلہ جنس کے ہے اور
مہمل، مجاز وغیرہ کو شامل ہے
اُرِیدَ بِہٖ مَا وُضِعَ لَہٗ یہ فصل ہے اس نے مہمل
اور مجاز دونوں کو نکال دیا۔

نوٹ:
وضع سے مراد یہ ہے کہ لفظ کو کسی معنی
کیلئے اس طرح معین کرنا کہ وہ لفظ اس معنی پر
بغیر کسی قرینہ کے دلالت کرے۔

وضع کی اقسام:
اسکی چار قسمیں ہیں
1 تعیین شارع کی طرف سے ہو تو وضع شرعی
2 قوم مخصوص کی طرف سے ہو تو وضع عرفی خاص
3 عام لوگوں کی طرف سے ہو تو وضع عرفی عام
4 لغت کی طرف سے ہو تو وضع لغوی

نوٹ:

خیال رہے جو مذکورہ اوضاع ہیں جو
حقیقت میں بیان کیے گئے ہیں ان میں سے کسی
ایک کا ہونا ضروری ہے اور مجاز میں ان میں سے کسی
ایک کا بھی نہ ہونا ضروری ہے۔

حقیقت کا حکم:

موضوع لہ کا موجود ہونا خواہ
خاص ہو یا عام۔

فائدہ:

حقیقت خاص، عام دونوں میں ہوتی ہے

مثال:

یا یھا الذین امنوا ارکعوا،
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی، یہ آیات مقدسہ باعتبار
فعل (رکوع اور زنا) کے خاص ہیں اور باعتبار فاعل
(مکلفین) کے عام ہیں۔

مجاز ہر اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے غیر موضوع له معنی مراد ہو (معنی موضوع له اور غیر موضوع له کے درمیان مناسبت کی وجہ سے)

نوٹ:

جیسے معنی موضوع له اور غیر موضوع له کے درمیان مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے الارض کو السماء میں مجازاً استعمال نہیں کر سکتے۔

اعتراض:

مجاز کی تعریف میں بشرط قیام قرینہ کی قید کیوں نہیں لگائی؟

جواب: یہاں مجاز بحسب ارادۂ متکلم بیان کیا گیا ہے اور متکلم کو قرینہ کی ضرورت نہیں ہوتی قرینہ کا محتاج تو مخاطب ہوتا ہے۔

اعتراض: مجاز کی تعریف جامع مانع نہیں ہے کیونکہ اس سے مجاز بالزیادہ نکل جائے گا مثلاً لیس کمثله شیء میں ک سے نہ تو معنی موضوع له مراد ہے نہ ہی غیر موضوع له مراد ہے

جواب:

مجاز کی تعریف سے مجاز بالذیادہ نہیں نکلے گا کیونکہ مثال میں (ک) اپنے موضوع لہ کے غیر (یعنی تاکید و زیادہ) کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے کیونکہ (ک) کو تشبیہ کیلئے وضع کیا گیا ہے نہ کے تاکید و زیادہ کیلئے۔

شارح کی طرف سے اشکال:

حقیقت و مجاز کی تعریف میں من حیث کی قید لگانا ضروری ہے تاکہ دونوں تعریفیں جامع مانع ہو جائے یعنی تعریفات یوں کی جائے:

حقیقت: اسم لکل لفظ ارید بہ من حیث انہ ما وضع لہ

مجاز: اسم لکل لفظ ارید بہ من حیث انہ غیر ما وضع لہ لمناسبۃ بینھما۔

کیونکہ لفظ صلوۃ شرعی لحاظ سے جب دعا کے معنی میں استعمال ہو تو یہ مجاز ہو گا حالانکہ اس پر حقیقت کی تعریف صادق آتی ہے لہذا حقیقت کی تعریف ~~جامع~~ مانع نہ ہو گئی۔ اور مجاز کی تعریف جامع نہ ہو گئی جبکہ من حیث کی قید لگانے سے مذکورہ مفاسد لازم نہ آئیں گے۔

سوال نمبر (۲)

مجاز کا حکم:

اس کا ثابت ہونا ہے

جس کیلئے استعارہ کیا گیا ہے خاص ہو یا عام

نوٹ:

مجاز کے عام ہونے سے یہ مراد نہیں ہے

کہ مجاز کے تمام علاقے اپنی تمام انواع کے ساتھ ایک

ہی لفظ میں جمع ہو جائے گے بلکہ مراد یہ ہے

کہ نوع واحد کے تمام افراد ایک لفظ میں جمع ہو گئے

کیا مجاز میں عموم ہوتا ہے اختلاف بیان کریں

شوافع:

شوافع کے نزدیک مجاز میں عموم

نہیں ہوتا ہے.

دلیل:

جب حقیقت پر عمل کرنا ممکن نہ ہو

اس وقت مجاز کی طرف جاتے ہیں

لہذا معلوم ہوا کہ مجاز کو ضرورۃً مانا جاتا ہے
اور یہ ضرورت مجاز میں خصوص ثابت کرنے سے
پوری ہو جاتی ہے اور جو چیز ضرورۃً ثابت ہو
اسے بقدر ضرورت ہی مانا جائے لہذا مجاز
میں عموم ثابت نہیں کرے گے۔

احناف:

جس طرح حقیقت میں عموم
ہوتا ہے اس طرح مجاز میں بھی عموم ہوتا ہے

دلیل:

حقیقت کا عام ہونا اس وجہ سے
نہیں ہوتا کہ وہ حقیقت ہے بلکہ اس میں
موجود زیادتی کی دلالت کی وجہ اس میں
عموم پایا جاتا ہے مثلاً: (1) الف لام غیر معہود
2 نکرہ کا سیاق نفی میں واقع ہونا ہے۔
3 حقیقت کا صفت عام کے ساتھ موصوف ہونا
4 معنی کا جمع ہونا 5 صیغہ کا جمع ہونا

26

لہٰذا جب یہ زیادتیاں مجاز میں پائی جائیں گی تو مجاز میں بھی عموم ہو جائے گا کیونکہ حقیقت عموم کیلئے عموم شرط نہیں ہے اور مجاز عموم سے مانع نہیں ہے۔

شوافع کا رد:
مجاز کو صرف ضروری کہنا درست نہیں کیونکہ قرآن پاک میں مجاز کا بکثرت استعمال ہوا ہے جبکہ رب تعالیٰ ضرورت سے پاک ہے۔

اعتراض:
اقتضاء النص قرآن پاک میں بکثرت استعمال ہوا ہے حالانکہ وہ بالاتفاق ضروری ہے۔

جواب:
اقتضاء النص استدلال کی اقسام میں سے ہے لہٰذا یہاں ضرورت مستدل کی طرف راجع ہو گئی اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جبکہ مجاز لفظ کی اقسام میں سے ہے اگر مجاز ضروری ہو تو یہاں ضرورت متکلم کی طرف لوٹے

ئی اور متکلم اللہ عزوجل ہے جو کہ ضرورت
سے پاک و منزہ ہے۔

اصح قول۔

متکلم حقیقت پر قدرت
کے باوجود مجاز کا تلفظ اُن بلاغات و مناسبات
کو حاصل کرنے کیلئے کرتا ہے جو کہ حقیقت سے
حاصل نہیں ہوتیں لیکن مجاز بحسب سامع
ضروری ہے یعنی سامع پر لازم ہے کہ وہ اوّلاً
لفظ کو حقیقت پر رکھے اگر معنی درست نہ ہو
تو پھر مجاز کی طرف جائے

مجاز کے عام ہونے پر مثال۔

چونکہ مجاز عام ہوتا ہے اس لیے ہم نے حدیث ابن
عمر (ولا تبیعوا الدرھم بالدرھمین ولا الصاع
بالصاعین) میں لفظ (الصاع) کو ہر اس شے
میں عام رکھا کہ جو صاع میں کے اندر ہو اور
جو اسکے اندر کردیا ہو۔

اس حدیث میں حقیقت بالاتفاق مراد نہیں
لے سکتے اسی لیے لکڑی کے بنے ہوئے ایک صاع کو دو
صاع کے بدلے بیچنا جائز ہے۔
حدیث ابن عمر میں شوافع کا موقف:
اس حدیث پاک میں لفظ الطعام محذوف ہے
کیونکہ انکے نزدیک مجاز میں عموم نہیں حصول ہوتا ہے
فائدہ:
تلویح میں ہے کہ یہ کہنا کہ مجاز میں عموم
نہیں ہوتا یہ امام شافعی علیہ الرحمہ پر افترا ہے
آپکی کتب میں یہ موقف نہیں ملتا ہے۔ اور حدیث
ابن عمر میں لفظ الطعام کو محذوف ماننا اس بنا
پر ہے کہ آپکے نزدیک سود کی علت طعام ہے اسی
لیے امام شافعی کے نزدیک جص اور نورہ میں
تفاضل حرام نہیں ہے۔

جواب حقیقی معنی اپنے مسمیٰ سے ساقط نہیں ہوتا بخلاف

مجاز کے کہ یہ اپنے مسمیٰ سے ساقط (یعنی منتفی) ہو

سکتا ہے۔ مثلاً باپ پر اَب کا اطلاق ہوسکتا

ہے لہذا پس باپ کا اطلاق درست نہیں ہے۔

برخلاف دادا کے کہ اس پر اَب کا اطلاق مجازاً

ہے لہذا دادا پر لیس بأب کا اطلاق درست

ہوگا

سوال حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو کیا مجاز پر عمل کرسکتے ہیں

جواب متی امکن العمل بھا سقط المجاز یعنی جب تک

حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو مجاز ساقط رہے گا

کیونکہ مجاز معنی مستعار ہے اور مستعار اصل کے مقابلے

میں نہیں آسکتا۔

سوال فیکون العقد لما ینعقد دون العزم کا معنی بیان کریں

اس عبارت میں مذکورہ قاعدے کے تحت

احناف کا مذہب بیان کیا گیا ہے لیکن

اسکو جاننے کیلئے ایک تمہید کی ضرورت ہے۔

تمہید: یمین (قسم) کی تین اقسام ہیں

1 منعقدہ 2 لغو 3 غموس

منعقدہ:

زمانہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا

حکم:

قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

لغو:

گذشتہ زمانے میں کسی کام پر جھوٹی قسم کھانا یہ

گمان کرتے ہوئے کہ وہ سچا ہے۔

حکم:

اس قسم کا بالاتفاق گناہ و کفارہ نہیں ہوگا

غموس:

گذشتہ زمانے کے کسی کام پر جان کر جھوٹی قسم کھانا۔

حکم:

بالاتفاق گناہگار ہوگا احناف کے نزدیک

کفارہ نہیں ہوگا اور شوافع کے نزدیک کفارہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ قسم ثالث کے اندر کفارہ اور
عدم کفارہ کے بارے میں اختلاف ہے.

شوافع کی دلیل:

مسئلہ یمین کو قرآن پاک
میں دو مرتبہ بیان کیا گیا ہے.
سورۃ بقرہ میں فرمایا: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم
اور سورہ مائدہ میں فرمایا: ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان
سابقہ آیات مقدسہ میں مذکور بما عقدتم الایمان
اور بما کسبت قلوبکم کا معنی ایک ہی ہے لہذا
دونوں آیات یمین غموس اور منعقدہ کو شامل
ہوں گی
اور دوسری بات یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں مواخذہ
مطلق اور مائدہ میں مقید ذکر ہوا ہے لہذا مطلق
کو مقید پر محمول کریں گے اور دونوں آیات میں
تطبیق ہو جائے گی.

۳۔ احناف کی دلیل

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

بما عقدتم الایمان، یمین منعقدہ میں حقیقت
ہے اور معنی عزم و کسب میں مجاز ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ
جب حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو مجاز ساقط ہو جاتا
ہے لہذا مذکورہ آیت میں عزم و کسب کا معنی ساقط
ہو جائے گا اور سورہ مائدہ صرف منعقدہ میں کفارہ
کو ثابت کرے گی۔ جبکہ سورۂ بقرہ کی آیت غموس
منعقدہ دونوں کو شامل ہے اس میں کفارہ مطلق ہے۔
اور قاعدہ ہے کہ مطلق میں فرد کامل مراد ہوتا ہے
اور یہ بات معلوم ہے کہ مواخذہ کاملہ اخروی مواخذہ
ہے لہذا ان دونوں میں مواخذہ کاملہ یعنی گناہ
سورہ بقرہ کی آیت سے ثابت ہو گا۔

والنکاح للوطی دون العقد مذکورہ عبارت کی تشریح ہے۔
افظ مذکورہ میں شوافع کا رد کیا گیا ہے تفصیل یوں ہے
دراصل لفظ النکاح لغوی اعتبار سے وطی میں
حقیقت ہے اور عقد نکاح میں مجاز ہے اور شرعی
لحاظ سے اسکے برعکس ہے۔

زنا سے حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے یا نہ
ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے

شوافع:

زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی

دلیل:

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ
اس آیت میں نکح سے اس کا معنی متعارف یعنی
نکاح مراد ہے۔ لہذا زنا سے حرمت مصاہرت ثابت
نہ ہوگی۔

احناف:

زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی

دلیل :-

مذکورہ آیت مبارکہ میں نکاح سے مراد
اس کا لغوی معنی وطی مراد ہے خواہ وہ حلال ہو
یا حرام لہذا زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو گی

سوال کیا حقیقت اور مجاز بطور ارادہ ایک لفظ
میں جمع ہو سکتے ہیں

جواب ویستحیل اجتماعھما مرادین بلفظ واحد
حقیقت اور مجاز کے جمع ہونے کی چند صورتیں ہیں

① لفظ کسی ایسے معنی مجازی میں استعمال ہو کہ حقیقت
علی سبیل عموم المجاز مجازی معنی کے افراد میں سے ہو۔

② لفظ معنی حقیقی اور مجازی میں ایک ساتھ استعمال
ہو اس طور پر کہ لفظ ایک ساتھ اُن دونوں کے ساتھ
متصف ہو

③ اس طور پر کہ لفظ معنی حقیقی اور مجازی دونوں
کا احتمال رکھتا ہو یا بالارادہ کسی شبہ کی وجہ
سے تناول ظاہری کے اعتبار سے حقیقت اور
مجاز میں جمع ہو جاتے ہیں

مذکورہ تین صورتوں میں حقیقت اور مجاز کے
جمع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن آخری
(چوتھی) صورت میں ائمہ کا اختلاف ہے

(4) لفظ میں معنی حقیقی اور مجازی جمع ہوں اس
حال میں کہ ایک ہی لفظ سے دونوں مراد ہوں اس
حیثیت سے کہ ان میں سے ہر ایک حکم کے متعلق ہے۔
نوٹ: اس صورت میں اختلاف ہے۔

شوافع:

اس آخری صورت کے اعتبار سے حقیقت
و مجاز کا جمع ہونا جائز ہے۔ جبکہ دونوں کو مراد
لینا بھی ممکن ہو مثلاً (الاسد) سے رجل شجاع
اور حیوان مفترس دونوں کو مراد لینا ممکن ہے
مگر جب دونوں کو مراد لینا ممکن نہ ہو مثلاً
امر میں ایک ساتھ وجوب و اباحۃ مراد لینا

احناف:

اس آخری صورت کے اعتبار سے حقیقت و مجاز
جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔

مذکورہ ممانعت استعمالیہ عقلیہ کی وجہ سے ہے
یا عدم عرف و استعمال کی وجہ سے ہے:

ال کما استعمال ان یکون الثوب الواحد علی الخ مذکورہ
عبارت کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ مصنف کی مراد
واضح ہو جائے؟

ج یہاں سے مصنف امرِ معقول (یعنی حقیقت و مجاز
جمع نہیں ہو سکتے) کو امر محسوس کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں
وہ اس طرح کہ لفظ معنیٰ کیلئے اس طرح ہے جس طرح لباس
آدمی کیلئے ہے۔ اس طرح مجاز ثوب مستعار کی طرح ہے
اور حقیقت ثوب مملوک کی طرح ہے۔ تو جس طرح
ایک ہی کپڑے کا ایک ہی حالت میں بطریق ملک
مجاز استعمال نہیں ہو سکتا اسی طرح ایک ہی لفظ کا
بطریق حقیقت اور مجاز استعمال ہونا
محال ہے۔

مشائخ علیہ الرحمۃ کی طرف سے مذکورہ امر کی مثال یہ
بہتر یہ ہے کہ یوں مثال دی جائے جس طرح ایک
ہی کپڑے کا کو ایک مرد کا بطور عاریت اور دوسرے
کا بطور ملک پہننا محال ہے اسی طرح اس مثال میں
لفظ بمنزلہ جنس لباس کے ہے معنی حقیقت و معنی
مجاز بمنزلہ دو پہننے والوں کے اور حقیقت و
مجاز بمنزلہ ملک و عاریت کے ہیں۔

اعتراض

راہن اگر ثوب مرہون کو مرتہن
سے عاریۃً لے کر پہنے تو اس پر یہ بات صادق
آئے گی کہ اس ایک شخص نے ایک ہی کپڑے کو
بطور ملک و عاریت استعمال کیا ہے۔

جواب

یہ پہننا محض ملک کے طور پر ہے
اس میں عاریت کا تحقق نہیں ہے کیونکہ
مرتہن اس کا مالک نہیں لہذا اس کی طرف سے
عاریت کا تحقق نہیں ہوگا۔

سوال ماتن نے حقیقت و مجاز کے جمع ہونے کے محال پر کتنی تفریعات بیان فرمائی ہیں؟

جواب مذکورہ قاعدے پر چار تفریعات بیان فرمائی ہیں

تفریع اول:

حتی قلنا ان الوصیۃ للموالی لا تتناول

تمہید:

پہلے کچھ الفاظ معانی ملاحظہ ہوں

مُعْتِق: آزاد کرنے والا مُعْتَق: جسکو آزاد کیا گیا ہو

مُعْتِقِ الْمُعْتِق: آزاد کرنے والے کو آزاد کرنے والا

مُعْتَقُ الْمُعْتَق: آزاد کیے ہوئے کا آزاد کیا ہوا

مسئلہ:

کسی شخص نے اپنے موالیوں کیلئے وصیت کی تو اسکی چند صورتیں ہیں.

(1) اس کے مُعْتِق بھی ہوں اور مُعْتَق بھی اس صورت میں اشتراک کو دور کرنے کیلئے وصیت باطل ہو جائے گی مگر یہ کہ کسی ایک کو معین کر دیا جائے.

(2) اس کا مُعتِق نہ ہو بلکہ مُعتَق اور مُعتَق
کے مُعتَق ہوں اس صورت میں مُعتَق
مستحق ہوگا اور مُعتَقِ کا معتق مستحق نہیں ہوگا
کیونکہ لفظ موالی اول میں حقیقت اور ~~مجاز~~
ثانی میں مجاز ہے لہذا حقیقت اور مجاز جمع
نہیں ہونگے اور صرف حقیقت پر عمل ہوگا

فائدہ:

اگر وصیت کرنے والے کا ایک ہی معتق ہے
تو اسکو نصف ثلث ملے گا کیونکہ وصیت ثلث میں
جاری ہوتی ہے۔ اور اس نے موالی بول کر جمع کا اطلاق
کیا اور وصیت میں جمع کا اقل دو ہے لہذا یہ نصف
ثلث کا مستحق ہوگا۔

تفریع ثانی:

ولا یلحق غیر الخمر بالخمر۔
خمر کا لفظ اصلا انگوری شراب میں حقیقت
اور دیگر شرابوں میں مجاز ہے۔

احناف:

خمر کا ایک قطرہ بھی حرام ہے خواہ
نشہ ہو یا نہ ہو ایک قطرہ پینے پر بھی حد لازم
ہو گئی خمر کے علاوہ دیگر شرابیں مثلاً کھجور کی
شراب جب تک نشہ نہ ہو تو نہ ہی حرام نہ ہی حد ہے

شوافع:

جو حکم خمر کا ہے وہی حکم دیگر شرابوں
کا ہے

علت:

خمر مخامرة العقل سے ماخوذ ہے یعنی
عقل کو ڈھانپ لینا لہذا جو شراب عقل کو
ڈھانپ لے گی وہ خمر کے حکم میں ہے.

احناف کا جواب:

خمر کو غیر خمر کے ساتھ ملانے سے حقیقت و مجاز
کا اجتماع لازم آئے گا. جو کہ محال ہے لہذا یہ حکم
صرف خمر کا ہو گا غیر خمر اس میں داخل نہ ہو گی.

لفظ ابن بیٹے میں حقیقت اور بیٹے کے بیٹے میں مجاز ہے

مسئلہ:

کسی نے زید کے بیٹے کیلئے وصیت کی اور زید کے بیٹے بھی تھے اور بیٹوں کے بیٹے بھی تھے تو یہ وصیت کس کے حق میں ہوگی؟

امام اعظم:

زید کے بیٹوں کیلئے وصیت ہوگی اور زید کے بیٹوں کے بیٹوں کیلئے وصیت نہیں ہوگی اس وجہ سے کہ حقیقت اور مجاز جمع نہ ہو جائے جو کہ محال ہے.

صاحبین:

وصیت زید کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں میں بھی ہوگی دونوں اس میں داخل ہونگے.

علت:

کیونکہ لفظ ابن کا اطلاق ابن کی طرح ابن الابن پر بھی ہوتا ہے لہذا ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے یہ وصیت دونوں کو شامل ہوگی.

معنی جماع ہے

شوافع:

اَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ

مذکورہ آیت میں دونوں معنی مراد ہیں لہذا
مس بالید ہو یا جماع دونوں صورتوں میں پانی نہ
ہونے کی صورت میں تیمم کیا جائے گا

احناف:

مذکورہ آیت میں صرف جماع مراد ہے

علت:

شوافع مذکورہ آیت میں جماع بھی مراد
لیتے ہیں لہذا جماع مراد لینے سے احناف اور شوافع کا
اجماع ہو گیا اور مس بالید مراد نہ ہوگا کیونکہ
اس صورت میں حقیقت اور مجاز کو جمع کرنا
لازم آئے گا جو کہ محال ہے لہذا معلوم ہوا
کہ مس بالید وضو کو نہ توڑے گا۔